65

کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہم سے کیا چاہتا ہے

(فرمودہ ۶ ؍جولائی ۱۹۱۷ء)

حضور نے سورۃ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو متوجّہ فرماتا ہے کہ ان کی کامل خوشی اسی وقت ہوگی اور ہونی چاہیئے جبکہ تمام جہان میں وہ صداقت پھیل جائے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت خدا نے بھیجی ہے۔ فرمایا۔ کہ الحمد للہ اب مومنوں کو اس میں دعا سکھائی کہ کہو الحمد للہ۔ اس کی دلیل بھی ساتھ ہی دے دی کہ کیوں اللہ کی حمد کی جائے اور کیوں وہ ہی تمام حمدوں کا مستحق ہے فرمایا کہ وہ چونکہ ربّ العٰلمین ہے تمام جہانوں کا رب ہے تو اس سے بڑھ کر کون حمد کا مستحق ہوسکتا ہے۔

اگر ہر ایک جہان کا الگ الگ ربّ ہو تب تو بے شک کہا جاسکتا ہے کہ یہ فقرہ درست نہیں۔ مگر جب تمام جہانوں کی وہی ربوبیت فرماتا ہے تو پھر کون اس کے سوا حمد کا مستحق ہے۔ پس الحمد للہ کہنے کی وجہ بیان فرمائی کہ کیوں اس کی حمد کی جائے۔ اس لئے کہ وہی حمد کا مستحق ہے۔

پھر اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے لئے حمد تو ہے ہی مگر اس کے اظہار کی کیا ضرورت ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حمد کے ہمیشہ دو۲ مواقع ہوتے ہیں یعنی دو۲ غرض کیلئے کسی کی حمد کی جاتی ہے۔

(۱) حمد اس وقت کی جاتی ہے جب کسی کا شکریہ ادا کرنا ہو (۲) دوسرے اس وقت جب کسی سے طلب نعمت مقصود ہو۔

کوئی کسی کی تعریف کیوں کرتا ہے یا تو اس کا مرہونِ احسان ہے یا اس سے

کچھ مانگتا ہے جیسے مثلاً فقیر ہوتے ہیں جب وہ کسی سے مانگتے ہیں تو معمولی معمولی آدمیوں کو بھی بڑی سرکار بڑی سرکار کہا کرتے ہیں تو اس تعریف سے ان کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ پہلے کسی کی مدح کرتے ہیں اور بعد میں کچھ مانگتے ہیں اور مدح جھوٹی بھی ہو سکتی ہے۔ مگر حمد ہمیشہ سچی ہی ہوا کرتی ہے۔

تو حمد کی ایک وجہ طلبِ نعمت ہے جو اس طرح کی جاتی ہے کہ سوال سے پہلے اس شخص کی جس سے کچھ مانگنا ہو تعریف کی جاتی ہے اور دوسرے اس وقت جب کوئی نعمت مل جاتی ہے تو اس نعمت کے شکریہ کے طور پر حمد کی جاتی ہے یہی وجوہات یہاں بھی ہیں۔ کہا کہ اللہ کیلئے تمام حمد ہے۔ اللہ کون ہے جس کیلئے تمام حمد ہے وہ اللہ ربّ العالمین ہے یہ صفت تمام حمد کو اللہ ہی کے لئے ہونے کی وجہ بتاتی ہے۔ ورنہ بعض حصّوں میں تو غیر بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ مگر تمام حمد میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔

انسان خدا کی حمد کرتا ہے اس سے کچھ مانگتا ہے اور اس سے کچھ عرض کرتا ہے کہ حضور تو تمام جہانوں کے ربّ ہیں کوئی نہیں جس کی آپ ربوبیّت نہ فرماتے ہوں اس سوال کو پورا کرنے کے لئے یہ دلیل دی گئی ہے کہ لوگ جب کسی دوسرے کے گھر پر مانگنے جاتے ہیں تو وہ آگے سے کہہ دیتا ہے کہ بابا اگلے گھر جاؤ میرے پاس نہیں۔ مگر جب کوئی خدا کے حضور جاتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور کے دروازے پر مانگنے آیا ہوں۔ اور ساتھ یہ بھی اشارہ کرتا ہے کہ مَیں اور کس کے دروازہ پر جاؤں۔ ربّ العٰلمین تو ہوئے آپ۔ آپ کے بعد کہاں انسان کا ٹھکانہ ہے۔

انسان الحمدللہ ربّ العٰلمین کہہ کر ظاہر کرتا ہے کہ میں حضور کے سوا کس کے پاس مانگنے جاؤں مجھے تو کوئی نہیں معلوم ہوتا جو آپ کے سوا مجھے کچھ دے سکے۔

صفات کے اظہار سے غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کے ذریعہ انسان جو کچھ بھی طلب کرنا چاہتا ہے کرتا ہے پس صفت رب العٰلمین متوجہ کرتی ہے کہ وہ ہی چونکہ درحقیقت تمام جہانوں کا ربّ ہے اس لئے تمام حمدوں کا وہی مالک ہے اور اسلئے وہی ہے جس سے مدد مانگنی چاہیئے کیونکہ خدا خود یہی فرماتا ہے تو پھر بندہ اور کہاں جا سکتا ہے اسلئے طلبِ نعمت کیلئے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ صفت رب العالمین لگائی گئی ہے مطلب یہ کہ خدایا جب سب کی ربوبیت تیرے ہی ذمّہ ہے تو ہم کہاں جا سکتے ہیں۔

اس میں یہ حکمت ہے کہ جب خدا سے مانگنے لگو تو صفت ربوبیت کا ضرور واسطہ دو۔

دوسرے اظہارِ تشکر کیلئے اس میں خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتلایا کہ کُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ............تم بہترین اُمّت ہو جو لوگوں کے فائدے کیلئے لائے گئے ہو یَدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ لوگوں کو اسلام کی طرف بلانا تمہارا کام ہے اور تمہارے قیام کی غرض لوگوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ النّاس میں کسی خاص گروہ کی طرف اشارہ نہیں کسی جگہ کے لوگ ہوں۔ جن عالموں سے امّت محمدیہؐ کا تعلق ہے وہ تمام الناس میں داخل ہیں جن کے فائدہ کے لئے امّتِ محمدیہؐ کو کھڑا کیا گیا ہے۔

اب بہت سی ایسی قومیں ہیں جو غیر اللہ کی حمد کرتی ہیں۔ ہر ایک قوم نے خدا کے سوا اور بھی ارباب بنا رکھے ہیں مگر جن کو وہ ربّ بنا رہے ہیں ان سب کی ربوبیت بھی خدا ربّ العالمین کے ہاتھ میں ہے پس سب کا ربّ العالمین ہونے کے لحاظ سے حمد کا مستحق خدا ہے نہ کوئی اور اب مسلمانوں کو متوجّہ کرتا ہے کہ جب خدا ربّ العالمین ہے اور تم لوگوں کے فائدہ کے لئے لائے گئے ہو اور تم یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ خدا کا حق غیروں کو دیا جا رہا ہے پھر تم کس طرح شکریہ ادا کر سکتے ہو۔ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ حقیقی حمد چاہتی ہے کہ بجائے نفسی نفسی کے تمام وہ لوگ جو حقیقی معبود اور حقیقی ربّ کی بجائے دوسرے لوگوں کی حمد کر رہے ہیں ان تمام کو غیر اللہ سے ہٹا کر خدا کی طرف لایا جائے اور وہ لوگ اپنے ربّ کو پہچانیں اس کی نعمتوں کی قدر کریں۔ اور اسکی اسی طرح حمد کریں جس طرح خود مومن کرتے ہیں ورنہ مومن اسوقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تمام جہان صرف اللہ ربّ العٰلمین کی طرف نہ جُھک پڑے اور اسکی طرف متوجّہ نہ ہو جائے۔ مومن کو راحت نہیں ہو سکتی جب تک وہ خدا سے رُوٹھنے والے بندوں کو خدا کے حضور لا کر نہ جھکا دے۔ اب جب یہ کام کر چکے مومن خوش ہو سکتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ الحمد للہ کہ وہ کام جو میرے ذمّہ بوجہ اس نعمت کے جو خدا نے مجھ کو دی تھی یعنی مجھکو تمام لوگوں پر اس لئے فضیلت دی تھی کہ میں لوگوں کو حق پہنچاؤں وہ میں نے پورا کر دیا۔

اس طرح کبھی حقیقی شکریہ ادا نہیں ہو سکتا کہ خود ہدایت لے کر اور خاموش ہو کر گھر میں بیٹھ جاؤ......

جب ایک دہریہ موجود ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے وجود کا منکر ہے ہم اسکی طرف کوئی توجّہ نہیں کرتے وہ خدا کی حمد نہیں کرتا۔ چاہیئے کہ دہریہ کو بتایا جائے کہ خدا ہے

اور اس خدا سے برگشتہ کو خدا کی طرف لائیں اگر الفاظ میں بھی حمد کی جاتی ہے تو عملاً بھی حمد ادا کرنا چاہیئے۔

اس کی طرف آیت شریفہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (سورۃ اعلیٰ : ۲) میں بھی اشارہ ہے۔

بہت سے لوگ ہوتے ہیں جو اپنے شکروں کو بجائے خدا کو دینے کے غیروں کو دیتے ہیں۔ اس کا دفعیہ اسی طرح ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں کو جو خدا سے دُور ہو چکے ہیں انکو خدا کے حضور لاؤ اور کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اقرار کرتا ہے کہ بیشک اللہ ہی مستحق حمد ہے اور پھر اپنی عبودیت کا بھی اقرار کرتا ہے۔ پس عبد کا کیا کام ہے جب وہ دیکھے کہ کوئی شخص آقا کی چیز کو اٹھا کر کسی اور غیر جگہ لئے جا رہا ہے تو وہ اس غیر سے چھین لے اور اپنے آقا کے پیش کرے۔ عبد اقرار کرتا ہے کہ اللہ ربّ العالمین کی ہی تمام اشیاء ہیں غیروں کا ان اشیاء میں کوئی دخل نہیں پس کیسا وہ عبد ہے جو دیکھ رہا ہے کہ آقا کی چیزیں دوسروں کو دی جا رہی ہیں اور وہ خاموش بیٹھا ہے۔

تمام وہ مذاہب جو خدا کا شریک بناتے ہیں حقدار ہیں کہ ان کو خدا کی طرف لایا جائے الحمد بتلاتی ہے کہ حق تو سب خدا کا ہی ہے مگر اس سے چھین کر دوسروں کو دیا جاتا ہے۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ مسلمان پانچ وقت عبودیت کا اقرار کرتا ہے مگر جب آقا کی چیز کو غیروں کے پاس جاتا دیکھتا ہے تو کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ کیا اگر خود اس کی چیز کو کوئی اٹھا کر لے جائے تو وہ اسی طرح خاموش بیٹھا رہے گا اور لے جانیوالے سے چھیننے کی کوشش نہیں کرے گا۔

جو بندہ الحمد للہ کہتا ہے اس پر ذمّہ داری آتی ہے کہ خدا کے دین کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ اب وہ یہ عذر نہیں کرسکتا کہ میں اس کام کو کر نہیں سکتا اسکا فرض ہے کہ اگر اس کی جان بھی جائے تو بھی خدا کے دین کی اشاعت میں لگا رہے۔

پس عبد ہونے کا اقرار کر چکا ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ خدا کی چیز کو خدا کے پاس لائے۔ اسکے مالک کی کروڑہا مخلوق غیر اللہ کے آگے جھکائی جا رہی ہے۔ کوئی عیسٰی کو خدا بنا رہا ہے اور کوئی عزیر کو۔ عبد اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ میرے مالک کی چیز غیروں کے پاس پہنچائی جا رہی ہے۔

لیکن بہت ہیں جو فرض کو نہیں سمجھتے مثلاً لوگوں پر چندہ مقرّر ہے وقت پر

ادا نہیں کریں گے جب پوچھا جائے کہ وقت پر کیوں نہیں ادا کیا تو کہہ دیتے ہیں جی کوئی لینے نہیں آیا تھا کس کو دیتے یہ عجیب جواب ہے کیا جو شخص بیمار ہو۔ وہ خود طبیب کے پاس جاتا ہے یا طبیب اس کے پاس آتا ہے۔ کوئی بیمار اپنا علاج نہ کرائے کہ چونکہ طبیب میرے پاس نہیں آیا اس لئے میں علاج نہیں کراتا بھوکا کھانے کے پاس نہ جائے کہ چونکہ کھانا میرے پاس نہیں لایا گیا میں کیسے کھاتا اور پیاسا پانی نہ پیئے کہ پانی خود میرے پاس نہیں آیا۔ میں نہیں پیتا۔ تو یہ عذر کسی کا بھی درست اور جائز نہیں۔ بعض لوگوں کو جب تبلیغ کے لئے کہا جائے تو وہ کہہ دیتے ہیں۔ ہمیں بولنا نہیں آتا۔

پس اگر واقعہ میں کوئی شخص اللہ کے حضور میں اس کا عبد ہے تو کوئی مذہب نہیں کہ جس کے مقابلہ کیلئے وہ تیار نہ ہو اور اسکی غلطی پر اسکو آگاہ نہ کرلے۔ مُنہ سے اقرار کچھ وقعت نہیں رکھتا جب تک فعل سے ثابت نہ کیا جائے کوئی شخص جب تک اپنی جان مال تک اس راہ میں قربان نہیں کرے گا وہ کیسے اللہ کا عبد ثابت ہوگا۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ انعام والے بندوں کا راستہ نہیں ملے گا۔ جب تک ان کی ایسی باتیں اختیار کی نہیں جائیں گی۔ قرآن بتلاتا ہے کہ موسیٰ نے نبوّت سے قبل ظالموں کے ظلم مٹائے۔ آنحضرتؐ نے دعویٰ سے قبل لوگوں کی اصلاح فلاح و بہبود کے لئے انجمنیں قائم کی تھیں۔ اور آپؐ کے دل میں تڑپ تھی کہ خدا کے بندے کسی اور کے بندے نہ ہو جائیں۔ حضرت صاحب کے بھی دعویٰ سے قبل اس وقت کے مشہور اخبارات میں غیر مذاہب کے ردّ میں مضامین نکلا کرتے تھے۔ پس جب تک عملاً الحمد للہ کو ثابت نہ کیا جائے اور پوری کوشش نہ کی جائے کہ خدا کے بندے کسی اور جگہ نہ جانے پائیں اسوقت تک انسان عبد نہیں کہلا سکتا۔ انعامات کا مستحق بندہ اسی وقت ہوتا ہے جب مالک کی راہ میں کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے کہ وہ اپنے فرض کو سمجھے اور اسکا پورے طور پر احساس کرے کہ ہم جو اقرار کرتے ہیں وہ پورے بھی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فرائض اور عہدوں کے پورے کرنے کی توفیق دے وہ لوگ جنہوں نے سچّی تعلیم کو اب تک قبول نہیں کیا۔ ان تک حق پہنچائیں تا وہ خدا کے حضور یہ نہ کہیں کہ ہمیں کسی نے حق نہیں پہنچایا تھا۔

(الفضل ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۷ء)